فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۷۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

❀ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا حَرُّ جَهَنَّمَ عَلٰى أُمَّتِي كَحَرِّ الْحَمَّامِ .

''بلاشبہ میری اُمت کے لیے جہنم کی گرمی اتنی ہوگی، جتنی غسل خانہ میں ہوتی ہے۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 6603، مَعرفة الصّحابة لأبي نُعيم : 126)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عمر واقدی ''متروک وکذاب'' ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 255/3)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(البدر المنير : 324/5)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(تقريب التهذيب : 6175)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُتُبُ الْوَاقِدِيِّ كِذْبٌ .

''واقدی کی کتابیں جھوٹ کا پلندا ہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 21/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ عِنْدِي مِمَّنْ يَّضَعُ الْحَدِيثَ .

''میرے نزدیک یہ جھوٹی احادیث گھڑنے والا ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 21/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے ''کذاب'' قرار دیا ہے۔

(الضعفاء الكبير للعقيلي : 108/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسے امام بخاری، امام ابو زرعہ رازی، امام نسائی اور امام عقیلی رحمہم اللہ نے ''متروک الحدیث'' کہا ہے، امام یحییٰ بن معین اور جمہور نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي أَحَادِيثَ غَيْرَ مَحْفُوظَةٍ وَّالْبَلَاءُ مِنْهُ، وَمُتُونُ اَخْبَارِ الْوَاقِدِيِّ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ، وَهُوَ بَيِّنُ الضَّعْفِ .

''یہ غیر محفوظ احادیث بیان کرتا ہے اور یہ مصیبت اسی کی طرف سے ہے۔ واقدی کی احادیث کے متون غیر محفوظ ہیں۔اس کے ضعیف ہونے میں کوئی

شبہ نہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : 243/6)

۞ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْوَاقِدِيُّ عِنْدَ أَئِمَّةِ أَهْلِ النَّقْلِ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ .

''واقدی ائمہ محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔''

(تاريخ بغداد : 37/1)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ الْيَوْمَ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ بِحُجَّةٍ، وَأَنَّ حَدِيْثَهٗ فِي عِدَادِ الْوَاهِي .

''اس وقت اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ واقدی حجت نہیں ہے اور اس کی احادیث ضعیف ہیں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 469/9)

② محمد بن عبدالرحمٰن ابن بجیر بن ریسان ''متروک ومتہم'' ہے۔

③ طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن کی توثیق ثابت نہیں، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔

④ یہ روایت کئی قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

سوال: درج ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

۞ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِذُنُوبٍ أَمْثَالِ الْجِبَالِ،

فَيَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ وَيَضَعُهَا عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى .

''روز قیامت کچھ لوگ پہاڑوں جیسے گناہ لے کر آئیں گے، مگر اللہ انہیں معاف کر دے گا اور ان کے گناہ یہود و نصاریٰ پر ڈال دے گا۔''

(صحیح مسلم : 2767)

بھلا مسلمانوں کے گناہ یہود و نصاریٰ پر کیسے ڈالے جا سکتے ہیں؟

(جواب): اس صحیح حدیث کا مفہوم حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) یوں بیان کرتے ہیں:

مَعْنَاهُ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْفِرُ تِلْكَ الذُّنُوبَ لِلْمُسْلِمِينَ وَيُسْقِطُهَا عَنْهُمْ وَيَضَعُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى مِثْلَهَا بِكُفْرِهِمْ وَذُنُوبِهِمْ فَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ بِأَعْمَالِهِمْ لَا بِذُنُوبِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا بُدَّ مِنْ هٰذَا التَّأْوِيلِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ وَقَوْلُهٗ : «وَيَضَعُهَا» مَجَازٌ وَالْمُرَادُ يَضَعُ عَلَيْهِمْ مِثْلَهَا بِذُنُوبِهِمْ كَمَا ذَكَرْنَاهُ لٰكِنْ لَمَّا أَسْقَطَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَنِ الْمُسْلِمِينَ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَبْقٰى عَلَى الْكُفَّارِ سَيِّئَاتِهِمْ صَارُوا فِي مَعْنٰى مَنْ حَمَلَ إِثْمَ الْفَرِيقَيْنِ لِكَوْنِهِمْ حَمَلُوا الْإِثْمَ الْبَاقِي وَهُوَ إِثْمُهُمْ وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ آثَامًا كَانَ لِلْكُفَّارِ سَبَبٌ فِيهَا بِأَنْ سَنُّوهَا فَتَسْقُطُ عَنِ الْمُسْلِمِينَ بِعَفْوِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيُوضَعُ عَلَى الْكُفَّارِ مِثْلُهَا لِكَوْنِهِمْ سَنُّوهَا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ كُلِّ مَنْ يَعْمَلُ بِهَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ان گناہوں کو معاف کر دے گا اور ان کا بوجھ اتار دے گا اور یہود ونصاریٰ پر ان کے کفر اور گناہوں کی وجہ سے مسلمانوں کے گناہوں کے بوجھ کی طرح کا بوجھ لا د دے گا، پھر انہیں انہی کے اعمال کی وجہ سے جہنم میں ڈال دے گا، نہ کہ مسلمانوں کے گناہوں کی وجہ سے۔ حدیث کی یہ توجیہ ضروری ہے، کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰی﴾ ''(روز قیامت) کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''فرمان نبوی: ''وہ اعمال یہود ونصاریٰ پر ڈال دیے جائیں گے۔'' مجاز ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ پر اسی طرح کے گناہ ڈالے جائیں گے، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے ان کے گناہوں کا بوجھ ہٹا دے گا اور کفار پر ان کا بوجھ باقی رکھے گا، تو اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ کفار نے دونوں گرہوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھایا، کیونکہ انہیں باقی بوجھ اٹھانا پڑا، جو کہ ان کے اپنے ہی گناہوں کا بوجھ ہے۔ حدیث کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہ گناہ ہوں گے، جن کا سبب خود کفار بنے ہیں کہ انہوں نے ان گناہوں کو جاری کیا، اب اللہ تعالیٰ عفو ودرگزر کر کے مسلمانوں سے وہ گناہ معاف کر دے گا اور کفار پر اسی طرح کے گناہ ڈال دے گا، کیونکہ انہوں نے ان گناہوں کو جاری کیا ہے۔ (اور حدیث میں ہے:) جس نے برے کام کی شروعات کی، اسے ہر اس شخص کے برابر گناہ ملے گا، جو اس گناہ پر عمل کرے گا۔''

(شرح النّووي : 85/17)

یہ حدیث کی عمدہ اور معقول توجیہ ہے۔

(سوال): کیا کفار جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یا جہنم ایک وقت کے بعد ختم ہو جائے گی یا کفار جہنم میں ختم ہو جائیں گے؟

(جواب): جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک یا کفر کیا اور بغیر توبہ مر گیا، وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا، اسے کبھی جہنم سے نہیں نکالا جائے گا، نہ اسے فنا ہو گی اور نہ جہنم کو۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔ کئی قرآنی آیات، احادیث متواترہ اور اجماع امت اس پر دلالت کناں ہیں۔

۞ مفسر ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ عَلَى التَّخْلِيدِ الْأَبَدِيِّ فِي الْكُفَّارِ .

''اس پر اجماع ہے کہ کفار جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''

(تفسير ابن عطية : 346/2)

۞ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

''یہ صحیح احادیث نص ہیں کہ جہنمی لوگ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اس کی نہ کوئی مدت ہے، نہ کوئی انتہا۔ یہ دوام اور تسلسل کے ساتھ جہنم میں رہیں گے، نہ موت ہو گی، نہ حیات، نہ راحت اور نہ نجات۔ ...... جو یہ نظریہ رکھے کہ جہنمی لوگوں کو جہنم سے نکال لیا جائے گا، جہنم خالی رہ جائے گی، اپنی چھتوں کے بل گر جائے گی، فنا اور زائل ہو جائے گی، تو وہ شخص عقل کے تقاضوں سے خارج ہے، رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا مخالف ہے اور اہل سنت و ائمہ عدول کے اجماعی و اتفاقی عقیدہ سے منحرف ہے۔''

(التّذكرة بأحوال المَوتى والآخرة، ص 926)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّهُمْ يَخْرُجُونَ مِنْهَا وَأَنَّهَا تَبْقٰى خَالِيَةً أَوْ أَنَّهَا تَفْنٰى وَتَزُولُ فَهُوَ خَارِجٌ عَنْ مُقْتَضٰى مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ وَأَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ .

''جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ جہنمیوں کو جہنم سے نکال لیا جائے گا اور وہ خالی رہ جائے گی یا فنا اور زائل ہو جائے گی، تو وہ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور اہل سنت کے اجماع سے خارج ہے۔''

(فتح الباري :421/11)

❁ علامہ سفارینی رحمہ اللہ (۱۱۸۸ھ) فرماتے ہیں:

ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْآيَاتِ الصَّرِيحَةِ وَالْأَخْبَارِ الصَّحِيحَةِ خُلُودُ أَهْلِ الدَّارَيْنِ خُلُودًا مُؤَبَّدًا كُلٌّ بِمَا هُوَ فِيهِ مِنْ نَعِيمٍ وَعَذَابٍ أَلِيمٍ، وَعَلَى هَذَا إِجْمَاعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَأَجْمَعُوا أَنَّ عَذَابَ الْكُفَّارِ لَا يَنْقَطِعُ، كَمَا أَنَّ نَعِيمَ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَا يَنْقَطِعُ، وَدَلِيلُ ذَلِكَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةِ، وَزَعَمَتِ الْجَهْمِيَّةُ أَنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ يَفْنَيَان

''ہم نے جو صریح آیات اور صحیح احادیث نقل کی ہیں، ان سے ثابت ہوا کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں ہمیشہ اور ابدالآباد تک رہیں گے۔ ان میں جو بھی ہو گا، اسے نعمتیں یا دردناک عذاب ہمیشہ ہمیشہ دیا جائے گا۔ اس پر اہل سنت

والجماعت کا اجماع ہے۔ نیز اس پر بھی اجماع ہے کہ کفار کا عذاب منقطع نہیں ہوگا، جیسا کہ جنتیوں کی نعمتیں منقطع نہیں ہوں گی۔ اس پر کتاب وسنت دلالت کناں ہیں۔ جبکہ جہمیہ کا نظریہ ہے کہ جنت اور جہنم فنا ہو جائیں گی۔''

(لَوامِع الأنوار البَهِيّة : 234/2)

❀ اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ﴾(البقرة : ١٦١-١٦٢)

''جنہوں نے کفر کیا اور انہیں کفر پر ہی موت آئے، ان پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ یہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں ڈھیل ملے گی۔''

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ لَا يَنْقُصُ عَمَّا هُمْ فِيهِ ﴿وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ﴾ أَيْ لَا يُغَيَّرُ عَنْهُمْ سَاعَةً وَاحِدَةً، وَلَا يُفَتَّرُ، بَلْ هُوَ مُتَوَاصِلٌ دَائِمٌ.

''مطلب یہ ہے کہ ان کے عذاب میں کمی واقع نہیں ہوگی۔ لمحہ بھر کے لیے بھی ان سے عذاب دور نہیں ہوگا، بلکہ وہ مسلسل اور ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔''

(تفسیر ابن کثیر :473/1)

علامہ ابو سعود رحمہ اللہ (۹۸۲ھ) ''خلدین'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَدِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الدَّوَامُ.

''اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ ''خالدین'' سے مراد دوام اور ہمیشگی ہے۔''

(تفسیر أبي السّعود :94/1)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ﴾(الزُّخرُف : ٧٤)

''مجرم ہمیشہ عذاب جہنم میں مبتلا رہیں گے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا﴾

(فاطر : ٣٦)

''انہیں نہ موت آئے گی اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ﴾(المائدة : ٣٧)

''وہ جہنم سے نکلنا چاہیں گے، لیکن کبھی نکل نہیں پائیں گے، بلکہ ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔''

❁ مزید فرمایا:

﴿خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا﴾(النّساء : ١٦٨، الأحزاب : ٦٥، الجِنّ : ٢٣)

''وہ دوزخ میں ہمیشہ سے ہمیشہ رہیں گے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾(الفرقان : ٦٥)

''جہنم کا عذاب دائمی ہوگا۔''

❁ اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کے متعلق فرمایا:

﴿لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا﴾(النّبأ : ٢٣)

''وہ جہنم میں بے انتہا عرصہ پڑے رہیں گے۔''

یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ کفار جہنم میں ہمیشہ سے ہمیشہ رہیں گے۔ یہ مدت لا متناہی ہوگی۔ جیسے آخرت کی مدتیں ختم نہیں ہوں گی، اسی طرح ان کا عذاب بھی ختم نہیں ہوگا، انہیں کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالا جائے گا۔ ایک عذاب منقطع ہوگا، تو دوسرے میں مبتلا ہو جائیں گے۔ یوں ابدالاباد تک جہنم میں رہیں گے۔

❁ اہل جہنم کے متعلق ہی فرمایا:

﴿خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ﴾

(هود : ١٠٧)

''وہ دائمی جہنم میں رہیں گے، مگر جو تیرا رب چاہے۔''

اس آیت کی کئی تفاسیر کی گئی ہیں۔

① ''مادامت السماوات والارض'' سے مراد آخرت کے زمین و آسمان ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ﴾(إبراهيم : ٤٨)

''جس دن زمین و آسمان کو بدل دیا جائے گا۔''

آخرت کے زمین و آسمان کو دوام ہے، اسی طرح کفار کے عذاب کو بھی دوام ہے۔

② ''مادامت السماوات والارض'' محاورہ ہے، جو دوام کے لیے بولا جاتا ہے۔

﴿إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ﴾ ''مگر جو تیرا رب چاہے۔'' میں اہل توحید کی استثنا ہوئی ہے، مطلب کہ گناہ گار اہل توحید کو اللہ تعالیٰ ایک وقت تک جہنم میں رکھے گا، پھر جب چاہے گا انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دے گا، یوں وہ ابدی سعادت مندی پا لیں گے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس قول کو درست قرار دیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلنَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ (الأنعام: ١٣٨)

''جہنم تمہارا ٹھکانہ ہے، تم ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہو گے، مگر جتنی مدت اللہ چاہے گا۔''

اس مدت سے مراد قبروں سے اٹھ کھڑا ہونے سے لے کر جہنم رسید ہونے تک کا عرصہ ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ کی یہ تفسیر ہے۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ.

''جو جہنمی ہوں گے، وہ جہنم میں نہ مریں گے، نہ جئیں گے۔''

(صحیح مسلم: 185)

❁ اس کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

''حدیث کا ظاہری معنی یہ ہے کہ کفار دوزخ میں جلیں گے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں، انہیں موت نہیں آئے گی، نہ وہ پرسکون زندگی جئیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا﴾ (فاطر: ٣٦) ''انہیں موت آئے گی، نہ عذاب

میں تخفیف ہوگی۔''اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى﴾(الأعلیٰ : ١٣) ''جہنم میں نہ اسے موت آئے گی اور نہ ہی وہ پرسکون زندگی جی سکے گا۔''اہل حق کا یہ مذہب ہے کہ بہشت کی نعمتیں دائمی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے کفار کا عذاب بھی دائمی ہے۔''

(شرح مسلم : 38/3)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ : يَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ، خُلُودٌ .

''اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے، پھر منادی ہوگی: اہل دوزخ اور اہل جنت! اب موت نہیں، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان میں رہوگے۔''

(صحيح البخاري : 6544، صحيح مسلم : 2850)

سوال: درج ذیل حدیث کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى جَهَنَّمَ يَوْمٌ كَأَنَّهَا زَرْعٌ هَاجَ وَاحْمَرَّ تَخْفُقُ أَبْوَابُهَا .

''جہنم پر ایک ایسا دن ضرور آئے گا، جب وہ (ٹھنڈی ہوکر) سوکھی فصل کی طرح سرخ ہوجائے گی اور اس کے دروازے (بوسیدہ ہوکر) ملنے لگ جائیں گے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 7969)

جواب: روایت باطل ہے۔

① عبداللہ بن مسعر بن کدام ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② جعفر بن زبیر حنفی شامی ''متروک الحدیث'' ہے۔

❁ اس روایت کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''باطل'' کہا ہے۔

(میزان الاعتدال : 502/2)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ .

''اس کی سند ضعیف ہے۔''

(مسند الفاروق : 543/2)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَخَذَ السَّبْعَ الْأُوَلَ فَهُوَ حَبْرٌ .

''جس نے قرآن کی پہلی سات سورتیں سیکھ لیں، وہ عالم ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 72/6، 73)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اسے امام حاکم رحمہ اللہ (۲۰۷۰) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

پہلی سات سورتیں یہ ہیں؛ ① سورت بقرہ ② سورت آل عمران ③ سورت نساء ④ سورت مائدہ ⑤ سورت انعام ⑥ سورت اعراف ⑦ سورت توبہ

سوال: کن سورتوں میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے؟

جواب: قرآن کریم کی کئی سورتوں میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ذکر ہوا ہے، ان ناموں

کے وسیلے سے دعا کی جائے، تو ضرور قبول ہوتی ہے۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ وہ دعا میں یہ کہہ رہا تھا، اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ جنا گیا ہے، نہ اس کا کوئی ہم سر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ کے اسم اعظم کی وساطت سے سوال کیا ہے، جس کے ساتھ جب اسے پکارا جائے، تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ذریعے سوال کیا جائے، تو وہ عطا کر دیتا ہے۔“

(مسند أحمد : 350/5، سنن أبي داود : 1493، سنن ابن ماجه : 3857، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۹۱) نے ”صحیح“ کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۵۰۴) نے اسے شیخین کی شرط پر ”صحیح“ قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ ابو عبد الرحمن، قاسم بن عبد الرحمن شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اسْمَ اللّٰهِ الْأَعْظَمَ فِي ثَلَاثِ سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَطٰهٰ.

”اللہ کا اسم اعظم قرآن کی تین سورتوں میں موجود ہے؛ ① سورت بقرہ ② سورت آل عمران ③ سورت طٰہٰ۔“

(فضائل القرآن للفِريابي : 48، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ **ابو مدینہ عبداللہ بن حصن رحمہ اللہ سے مروی ہے:**

كَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَيَا لَمْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَقْرَأَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ : ﴿وَالْعَصْرِ ......﴾

''نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے دو اشخاص کی ملاقات ہوتی، تو تب تک جدا نہ ہوتے، جب تک دونوں ایک دوسرے کو سورت عصر نہ سنا دیتے۔''

(الزّهد لأبي داود : 402، المُعجم الأوسط للطّبراني : 5124)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

سوال: درج ذیل حدیث میں «السَّكِينَةُ» سے کیا مراد ہے؟

❁ **سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ، أَوْ سَحَابَةٌ، قَدْ غَشِيَتْهُ، قَالَا : فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : اقْرَأْ، فُلَانُ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ .

''ایک صحابی سورت کہف کی تلاوت کر رہے تھے، ان کے گھر میں بندھا ہوا گھوڑا بدکنے لگا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بادل یا سائبان نما چیز نے اُنہیں ڈھانپ رکھا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! آپ پڑھتے رہتے، یہ سکینت تھی، جو تلاوت قرآن کے وقت نازل ہو رہی تھی۔''

(مسند الإمام أحمد : 481/4، وسندهٗ صحيحٌ)

جواب: اس سکینت سے مراد میں ''سکون، راحت، رحمت'' ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللّٰهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُونَهٗ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهٗ.

''جو لوگ اللہ کے گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے سیکھتے سکھاتے ہیں، ان پر ''سکینت'' نازل ہوتی ہے، ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتے میں ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔''

(صحيح مسلم : 2699)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَيُّ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ أَعْظَمُ؟، قَالَ : آيَةُ الْكُرْسِيِّ ثُمَّ، قَالَ : يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ مَعَ الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ.

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سب سے زیادہ فضیلت والی آیت کون سی نازل کی ہے؟ فرمایا: آیت الکرسی، پھر فرمایا: ابوذر! (اللہ کی) کرسی کے سامنے سات آسمان اسی طرح ہیں، جیسے کسی چٹیل میدان

میں چھلا پڑا ہو۔''

(صحيح ابن حبان :361)

(جواب): یہ روایت باطل ہے۔ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ غسانی ''کذاب'' ہے۔

۞ اسے امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''کذاب'' قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل : 143/2)

اس حدیث کے دیگر طرق بھی ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

۞ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا، وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ، فَإِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ إِبْطَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾(الحجر : ٢٤)

''رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت نماز پڑھتی تھی، جو حسین ترین عورت تھی۔ کچھ لوگ آگے پہلی صف میں کھڑے ہوتے، تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے، جبکہ بعض لوگ پیچھے آخری صف میں کھڑے ہوتے اور جب رکوع میں جاتے، تو بغلوں کے نیچے سے عورت کی طرف دیکھتے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی : ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ

عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾(الحِجر : ٢٤) ''یقیناً ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کون آگے جاتا ہے اور کون پیچھے ہٹتا ہے۔''

(سنن النّسائي : 870، سنن الترمذي : 3122، سنن ابن ماجه : 1046)

جواب: سند ضعیف ہے۔ عمرو بن مالک نکری کی حدیث ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب : 336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ روایت بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کی ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ نَكَارَةٌ شَدِيدَةٌ .

''اس حدیث میں سخت نکارت پائی جاتی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 532/4)

سوال: سورت کوثر میں ''کوثر'' سے مراد کیا ہے؟

جواب: کوثر سے مراد ''حوض کوثر'' ہے، جو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے آخری نبی

ورسول محمد کریم ﷺ کو عطا کرے گا۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذْ أَغْفٰى إِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مُتَبَسِّمًا، فَقُلْنَا : مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ : أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ فَقَرَأَ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ ثُمَّ قَالَ : أَتَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ؟ فَقُلْنَا : اَللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ : فَإِنَّهٗ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ، هُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اچانک آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی، پھر (وحی مکمل ہونے کے بعد) سر اٹھایا، تو مسکرا رہے تھے، ہم نے پوچھا: اللہ کے رسول! یہ مسکراہٹ کس لیے؟ فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے سورت کوثر تلاوت کی۔ پھر فرمایا: جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ ایک نہر ہے، جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس پر بہت زیادہ خیر بھی ہے۔ یہ حوض ہے، جس پر روز قیامت میری اُمت وارد ہوگی۔''

(صحیح مسلم: 400)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَلْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ ، قَالَ أَبُو بِشْرٍ : قُلْتُ لِسَعِيدٍ : إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ : النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ .

''کوثر وہ خیر کثیر ہے، جو اللہ نے نبی کریم ﷺ کو دے دی ہے، (راوی حدیث) ابو بشر رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سعید رحمہ اللہ سے پوچھا: لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے، سعید رحمہ اللہ فرمانے لگے: جنت کی نہر بھی اس خیر کثیر میں سے ہے، جو خیر کثیر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔''

(صحيح البخاري : 6578)

اہل سنت والجماعت کا اجماعی و اتفاق عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا حوض حق ہے، صحیح اور متواتر احادیث میں اس کا ثبوت موجود ہے، خارجی اور بعض معتزلہ اس کے منکر ہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں یہود و نصاریٰ کا مناظرہ ہوا؟

جواب: تفسیر طبری (۴۳۴/۲) وغیرہ میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''نجران کے نصاریٰ اور مدینہ کے یہود کا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مناظرہ ہوا۔ رافع بن حریملہ نے کہا: عیسائیو! تم کچھ نہیں ہو۔ پھر اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا۔ عیسائیوں کا بندہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یہود! تم کچھ نہیں ہو، پھر اس نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو جھٹلا دیا اور تورات کا انکار کیا۔ اس پر سورت بقرہ کی آیت (۱۱۳) نازل ہوئی۔''

لیکن اس قصہ کی سند ضعیف ہے۔ محمد بن ابی محمد انصاری مجہول الحال ہے۔